اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسَمّٰی بنامِ تاریخی

اَلمَلفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ

معروف بہ
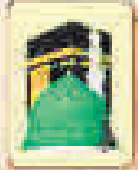
ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند

حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشر

مکتبۃُ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم ط

نام کتاب: **الملفوظ**

پیش کش: مجلس اَلۡمَدِ یۡنَۃُ الۡعِلۡمِیّۃ

سنِ طَباعت: 12 جُمادَی الاُخریٰ 1430ھ، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: **مَکۡتَبَۃُ الۡمَدِیۡنہ** فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net
E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: توکُّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۷۹) یعنی اسباب ہی کی چھوڑ کر دینا توکُّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ملفوظات حصہ چہارم﴾

حدیثِ پاک کے متواتر ہونے کی شرط

عرض : حدیث کے ''متواتر'' ہونے کے لیے چودہ یا تیس کی تعداد ہے، تو چودہ یا تیس چاہے حسن ہوں یا صحیح ؟

ارشاد : ''حسن'' ہوں یا ''صحیح''۔ حَسن صحیح کا فرق مُحَدِّثِین کا کیا ہوا ہے۔ فُقَہا کے نزدیک دونوں ایک ہیں۔

ستونِ حنانہ اور چاند کے دوٹکڑے ہونے کا واقعہ

﴿پھر فرمایا﴾ اُستُن حنانہ[1] کے معجزہ[2] کو قیاس چاہتا ہے متواتر ہونے کو۔ مجمع کا وقت تھا، صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) کا مجمع، سب کے سامنے کا واقعہ اور واقعہ بھی ایسا عجیب، ہر ایک نے اس واقعہ کو بیان کیا ہوگا۔

بخلاف شَقُّ الْقُمر[3] کے کہ وہ آدھی رات میں واقعہ ہوا تھا، صحابہ (علیہم الرضوان) بھی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ کم تھے، اس کی حدیث متواتر نہیں۔ قرآنِ عظیم سے اِستِنَاد کیا جائے گا۔ (یعنی دلیل لی جائے گی)

---

[1]: کھجور کا وہ خشک تنا جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے منبر بنایا گیا تو وہ کھجور کا خشک تنا اونٹنی کے بچے کی طرح رو پڑا۔ پھر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں اس کے رونے کی آواز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی سنی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور اسے سینے سے لگایا اور فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! اگر میں اسے یونہی چھوڑ دیتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔ (ماخوذ ازدلائل النبوۃ، ج۲، ص۵۵٦ تا ۵۵۸)

[2]: نبی کے دعوئ نبوّت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا علانیہ دعویٰ فرما کر محالاتِ عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمّہ لیتا اور منکروں کو اُس کے مثل کی طرف بلاتا ہے، اللہ عزوجل اُس کے دعویٰ کے مطابق امرِ محالِ عادی ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں، جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہوجانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو جلا دینا اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کردینا اور ہمارے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے معجزے تو بہت ہیں۔ (بہارِ شریعت، جلد۱، حصہ۱، ص۵٦)

[3]: کفارِ قریش نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے معجزہ طلب کیا اور کہنے لگے اگر تم سچے نبی ہو تو چاند کے دوٹکڑے کردو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے چاند کی جانب اشارہ فرمایا وہ دوٹکڑے ہوگیا۔ (مدارج النبوۃ، باب ششم، ص ۱۸۱)

ایک سَھْو کی نشاندھی

﴿اسی سلسلہ میں فرمایا﴾ فلسفہ میں تَوَغُّل (یعنی بہت زیادہ مشغولیت) کی وجہ سے قاضی بیضاوی نے ایک اور تاویل نکالی۔ انہوں نے لکھا "اَیْ سَیَنْشَقُّ"، یعنی قیامت کے دن شق ہوجائے گا۔ چونکہ یقینیُّ الْوُقوع ہے، اِس لیے بصیغۂ ماضی فرمایا گیا۔ (تفسیر بیضاوی،پ۲۷، سورۃالقمر تحت الایۃ ۱،ج۵،ص۲٦۳) لیکن اس تاویل کوخود آگے کی آیت ردّ فرماتی ہے۔

وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ	اور اگر وہ دیکھیں معجزہ کو تو اعتراض کریں گے
یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○	اور کہیں گے یہ بڑا زبردست جادو ہے۔

(پ۲۷،القمر:۲)

قیامت کے دن کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہوگا، اس دن کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جادو ہے!

شاہ ولی اللہ نے "تفہیماتِ الٰہیہ" میں لکھا کہ "شقُّ القمر" کوئی معجزہ نہیں محض اس وجہ سے کہہ دیا جائے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) نے خبر دی تھی، چاند شق ہوجائے گا۔" اور یہ (یعنی شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ کہنا) محض غلط ہے۔

معجزہ "شقُّ القمر" کا ثبوت

"صحیح بُخاری" اور "صحیح مُسلِم" کی حدیثیں اس کو مردود (یعنی ردّ) کررہی ہیں۔ حدیث میں مُصَرَّح (یعنی صراحت) ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) نے اَنگُشتِ شہادت (یعنی سیدھے ہاتھ کی انگوٹھے کے پاس والی اُنگلی) سے اشارہ فرمایا اور وہ شقّ ہوا اور ارشاد فرمایا "اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ" اے اللّٰہ گواہ ہوجا۔

(صحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ......الخ،باب انشقاق القمر،الحدیث ۲۸۰۰،ص۱۵۰٦)

اس کی (یعنی شقُّ القمر کی) اَحادیث مشہورہ ہیں اور ان سے "اجماعِ مسلمین" لاحق ہوگیا۔

کس کا کلام خطا سے محفوظ ھے؟

عرض : تو اس وجہ سے آیت میں دوسری تاویل کا اِحتمال نہ رہا؟

ارشاد : اصلاً نہ رہا اور نہ پہلے تھا۔ دوسری آیت اس تاویلِ باطل کو ردّ کررہی ہے مگر ہے یہ کہ "یَاْبَی اللّٰہُ الْعِصْمَةَ اِلَّا

لِکَلَامِہٖ وَلِکَلَامِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "(**اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی کا کلام خطا سے محفوظ نہیں۔ت)

﴿پھر فرمایا﴾ انسان سے غلطی ہوتی ہے مگر رحمت ہے اس پر جس کی خطا کسی اَمرِ مُہِم دینی (یعنی اہم دینی معاملے) پر زد (یعنی نقصان) نہ ڈالے، یہ بڑی رحمت ہے۔

ایسی ہی باتوں کی نسبت شیخ مُحقِّق (یعنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کو "مدارج شریف" میں غُصّہ آگیا۔فلاسفہ کے اعتراض نقل کیے کہ وہ ایسا کہتے ہیں۔پھر فرمایا: اُن سے کوئی تعجب نہیں " **ایں بدبخت متکلماں راچہ شدہ است**"!(ان بدبختوں کے پاس عقل کہاں ہے!!!۔ت)

فلاسفہ کے نزدیک شقّ القمر محال کیوں؟

﴿پھر فرمایا﴾ فلاسفہ کے طور پر تو شقّ القمر مُحال (یعنی ناممکن) ہے، وہ فلکیّات کو "قابلِ خَرق والتِیَام" (یعنی پھٹنے اور پھر دوبارہ مِل جانے کے قابل) مانتے ہی نہیں۔(مدارج النبوۃ،باب معجزات النبی ﷺ معجزہ شق القمر، ج۱،ص ۱۸۱)

عرض : حضور! وہ تو فلک "مُحَدِّدُ الجِہات" (یعنی وہ آسمان جو جہتوں (سمتوں) کی حد بندی کرنے والا ہو) کو قابلِ خرق والتیام نہیں مانتے ہیں؟

ارشاد : دعویٰ تو ان کا تمام فلکیات کی نسبت ہے مگر دلیل ان کی سوائے "مُحَدِّدُ الجِہات" کے کہیں نہیں چلتی۔

عقائد کے بارے میں کیسا اِعتقاد ہونا چاہیے؟

﴿پھر فرمایا﴾ "اِلٰہِیّات"، "نُبُوّات"، "مَعاد" (یعنی آخرت) کو جو میزانِ عقل (یعنی عقل کے ترازو) سے تولنا چاہے گا وہ لغزش (یعنی خطا) کرے گا۔عقائدِ سَمْعِیّہ[1] کے بارے میں ان نصوصِ شرعیّہ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے غَسّال (یعنی مُردے نہلانے والے) کے ہاتھ میں میّت،بس!"

اٰمَنَّا بِہٖۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَاۚ ترجمۂ کنز الایمان: ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ (پ۳،اٰلِ عمران:۷)

[1] :وہ عقائد جن کا سمجھنا دلیلِ شرعی پر موقوف ہے فقط عقل سے نہیں جانے جاسکتے جیسے نبوت، عذابِ قبر، آخرت، ثواب وعقاب وغیرہ۔(المعتمدالمستند،ص ۱۵ ملخصا)